

ہم گم شدہ محبت کے

قسط 11

انجم انصار

انسان نہ کچھ کر سیکھتا ہے،نہ رو کر سیکھتا ہے،جب بھی سیکھتا ہے ،یا کسی کا ہو کر سیکھتا ہے ،یا پھر کسی کو کھو کر سیکھتا ہے ...چونکہ لوگ دل کے امیر کم، کم ہوتے ہیں، اس لیے زندگی کی کتاب میں اتنی غلطیاں نہ کرو کہ پنسل سے پہلے ربڑ ختم ہوجائے اور توبہ سے پہلے زندگی...

جو آنکھوں اوٹ ہے چہرہ اسی کو دیکھ کر جینا
یہ سوچا تھا کہ آساں ہے مگر آساں نہیں ہوتا
نہ بہلا وا نہ سمجھوتا، جدائی سی جدائی ہے
ادا سوچو تو خوشبو کا سفر آساں نہیں ہوتا

محبت کے انوکھے روپ سنوارتی ایک حسین

قدم قدم پر ذرا کوئی جان ہارے تو
ہماری طرح کوئی زندگی گزارے تو
بہت قریب سے دیکھا میں نے آج ان کو
مری نگاہ کا صدقہ کوئی اتارے تو

شہلا کس طرح گھر پہنچی تھی، وہ خود بھی نہیں جانتی تھی..... ٹیکسی ڈرائیور کو بہ مشکل وہ گائڈ کر رہی تھی..... کبھی غلط تو کبھی صحیح..... راستے میں اپنے لرزتے ہاتھوں سے ایس ایم ایس بھی بہت مختصر ہی کر سکی تھی..... فوراً گھر پہنچیں..... اور یہی وجہ تھی کہ حارث اس کے آنے سے قبل ہی فلیٹ میں موجود تھا۔ اور جب وہ لڑکھڑاتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو اس نے اسے اپنے بازوؤں میں سنبھال لیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو رہی ہو۔

''آج میں مرتے، مرتے بچی ہوں۔'' خشک گلے سے اس نے کہا۔

''کہیں اس خبیث نے کوئی ایسی ویسی حرکت تو نہیں کر ڈالی۔'' حارث نے اس کے لبوں سے پانی کا گلاس لگاتے ہوئے بہ مشکل پوچھا۔

''نہیں۔'' اس نے آہستگی سے کہا..... اور پورا گلاس چڑھا گئی۔

''پھر اتنی پریشان کیوں ہو، تمہارا چہرہ اتنا زرد کیوں ہو رہا ہے اور تم کانپ بھی رہی ہو۔'' وہ بستر پر بیٹھی تھی اور حارث اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے فرش پر دو زانو بیٹھا پوچھ رہا تھا۔

''آج ساجد نے میرا بیگ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔''

''کوئی دوسری بات کرو..... میں اس شخص کا نام بھی نہیں سننا چاہتا۔''

''آج اگر ساجد کو پتا چل جاتا کہ آپ سے میرا کوئی رابطہ ہے تو پتا نہیں وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتا۔'' وہ اب بھی بہت ڈری ہوئی تھی۔

''کچھ نہیں کر سکتا وہ..... مگر اسے تمہارے پرس میں ایسی کیا خاص بات نظر آئی؟''

''پتا نہیں، میں گزشتہ دس دنوں سے اپنا وہی کالا بیگ لے کر جا رہی ہوں جو کہ آپ نے گفٹ کیا تھا۔''

''تو کیوں لے لیا اس نے..... کوئی وجہ تو ہوگی ناں.....'' حارث نے سوچتے ہوئے کہا۔

''پتا نہیں..... اور پھر اس نے اسے میرے سامنے ڈھٹائی سے کھول بھی لیا۔''

''پاگل تو نہیں ہو گیا وہ.....''

''نہیں ایسا تو نہیں لگتا۔''

''تو کیا اس میں اتنی بھی شائستگی نہیں ہے کہ کسی بھی لڑکی یا خاتون کے پرس کو..... اس کی اجازت کے بغیر ہاتھ نہیں لگایا کرتے۔''

''مگر وہ تو مجھے بھی اپنا سمجھ رہا ہے ناں..... ایسی لڑکی..... جس سے وہ شادی کرے گا اور بہت جلدی کرے گا۔''

''میں کہہ رہا ہوں..... تم اس کی یہ غلط فہمی جتنی جلدی دور کر دو اچھا ہے۔''

''حارث میں نہیں کر سکتی۔ اور ان حالات میں تو بالکل بھی نہیں کر سکتی۔''

''شہلا ایک بات بالکل سچ بتاؤ گی؟''

''ہاں پوچھیں۔'' اب وہ اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ اب وہ تمہیں کچھ، کچھ اچھا لگنے لگا ہو۔'' حارث نے جل کر کہا۔

''سنیں بات اس وقت میرے پرس کی ہو رہی ہے، میری اس سے شادی کی نہیں ہو رہی...... جو آپ کو جلال چڑھنے لگا ہے۔''

''ہاں، پھر کیا ہوا...... جب اس نے تمہارا پرس کھولا تو؟''

''صرف کھولا ہی نہیں بلکہ اسے ٹیبل پر الٹ بھی دیا۔''

''ارے تو...... پھر کیا ہوا...... تمہارا میک اپ کا سامان اِدھر اُدھر پھیل گیا ہوگا۔'' حارث اب گہری سانس لے کر اسے تمسخر سے دیکھنے لگا۔

''ہاں وہ سب تو پھیل ہی گیا تھا مگر اس میں جو آپ کی تصویریں تھیں، وہ لفافے میں ہی رہیں...... پتا نہیں کب میں نے وہ لفافے میں رکھ دی تھیں ورنہ میں تو اپنے پرس میں اپنی چیزیں یوں ہی ڈالنے کی عادی ہوں۔''

''اُف خدایا۔'' اب حارث سر پکڑے اسے گھور رہا تھا مگر محبت سے...... ''حارث اگر وہ لفافہ کھول کر دیکھ لیتا تو اسے پتا چل جاتا کہ آپ میرے کیا لگتے ہیں۔''

''پگلی لڑکی...... میری تصویریں لے کر سارے جہان میں گھومنے کا مشورہ تمہیں کس نے دیا تھا۔'' حارث اس کی پیشانی پر آئے بال سنوارتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''یہ تو میں اس وقت سے رکھتی ہوں جب سے آپ مجھے اچھے لگنے لگے تھے۔''

''اب تصویر کی بات چھوڑو اور پرس کی بات بتاؤ۔ اس نے کیوں اور کیسے لے لیا؟ تمہیں پوچھنا تو چاہیے تھا ناں......؟'' وہ اپنی برہمی چھپا کر بولا۔

''بس ایسے ہی......''

''ایسے ہی تو...... کوئی بھی شخص کسی کا پرس اپنے ہاتھ میں نہیں لیا کرتا۔''

''ہوسکتا ہے، اس کے دل میں کوئی بات ہو۔''

''یقیناً ہوگی...... ورنہ اسے کیا ضرورت پڑی تھی کہ کسی خاتون کا پرس لے کر بیچ ٹیبل پر الٹ دیتا۔''

''ہاں...... وہ کہہ رہا تھا کہ میں بھی تو دیکھوں...... اتنے خوب صورت پرس میں کیا خزانہ رکھا ہوا ہے......''

''تو تمہارے خیال میں...... وہ کوئی خزانہ تلاش کر رہا تھا؟'' حارث نے پوچھا۔

''میرا تو خیال ہے کہ ازراہِ مذاق اس نے ایسا کیا ہوگا۔''

''ویسے تمہاری قلعی کھلنے سے بچ گئی۔'' وہ اپنی تصویروں کے حساب سے بات کر رہا تھا۔ ''ویسے ایک بات بتاؤ تم نے میری یہ تصویریں کہاں سے لیں، مجھے نہیں معلوم کہ میں نے یہ تصاویر کبھی دی تھیں۔'' اب وہ لفافے میں سے اپنی تصاویر نکال کر دیکھ رہا تھا۔

''ایک مرتبہ آپ کے روم میں بیٹھی تھی، آپ کسی کام سے اٹھ کر باہر گئے تو آپ کی تصاویر کے لفافے میں سے تین تصویریں میں نے لے لی تھیں۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ ''مجھے تو ایسا لگا تھا کہ آپ مجھے دینے کی وجہ سے اپنی ٹیبل پر رکھ کر اٹھ گئے تھے۔''

''اور مجھے بتایا بھی نہیں......'' وہ مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے بولا۔

''اگر آپ کو بتا دیتی تو کیا آپ لینے دیتے......؟'' وہ ہنسی۔

''چلو اس مرتبہ تو اللہ نے بچا لیا...... مگر اب مجھ سے وابستہ کوئی چیز بھی تمہارے پرس میں نہیں ہونی چاہیے...... سمجھیں۔''

''میرے تو لاکٹ میں بھی آپ کی تصویر ہے......'' شہلا نے لاکٹ کا لاک کھول کر دکھایا۔
''باز آجاؤ شہلا...... تم۔'' وہ مسکرایا۔ ''ورنہ...... اس جیسا سائیکی شخص تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا...... تم نہیں جان سکتیں۔''
''حارث، کبھی تو میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ہم کہیں باہر چلے جائیں جہاں ساجد اور اس جیسے لوگ ہمیں نظر تک نہیں آئیں۔''
''تم آفس کو خیر باد کہہ دو...... شادی کے بعد ہم یہ پلاننگ بھی کر سکتے ہیں۔''
''حارث! پہلے شادی کی جلدی مجھے تھی اور اب آپ کو ہے...... کیوں؟''
''میں ہر روز خوف کا دن گزارتا ہوں، جب تک تم ساجد کے آفس سے واپس نہیں آجاتیں، مجھے سکون نہیں آتا۔''
''بھئی اب وہ مجھ سے زبردستی تو شادی نہیں کر سکتا ناں؟''
''مگر نقصان ضرور پہنچا سکتا ہے۔''
''ایسی اندھیر نہیں مچی ہے جناب......'' وہ ہنسی۔
''اور یوں بھی میں اب اس کی گفتگو ٹیپ کر کے سر ریحان کو دے رہی ہوں۔''
''اگر اسے تم پر ذرا بھی شک ہو گیا ناں؟''
''تو بھلا پھر کیا ہو گا؟'' وہ ناز سے ہنسی۔
''وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا......'' وہ کرب سے بولا۔
''نہ چھوڑے...... میرا کون رونے والا بیٹھا ہے، آپ اپنی امی کی پسند کی کسی شائستہ، سمجھدار سی لڑکی سے شادی کر لیجیے گا...... اور......'' اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ کہتی...... حارث نے نہ صرف اس کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا...... بلکہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے...... اس کی آنکھیں شدید غصے اور برہمی سے سرخ ہو گئی تھیں۔
''اب اگر ایک لفظ بھی کہا ناں تو اسی لمحے تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا...... اور کورٹ میں شادی کر لوں گا۔ نہ میں تمہارے ابا کا انتظار کروں گا اور نہ تمہاری اماں کا...... بے شک تمہارے خاندان والے تم پر الزام لگا دیں کہ تم نے بھاگ کر میرے ساتھ شادی کر لی ہے۔ مگر مجھے ان باتوں کی رتی بھر بھی پروا نہیں ہو گی۔ آیا سمجھ میں......''
اور وہ اس کے سینے سے لگ کر یوں رو پڑی تھی...... جیسے سارے آنسو وہ آج ہی بہا دینا چاہتی ہو۔

☆☆☆

''دو دن ہو گئے...... ڈھنگ سے بات ہی نہیں ہوئی تم سے۔ آج کہیں ملتے ہیں۔'' ندیم نے فجر کی نماز پڑھتے ہی مجھے میسج کیا۔
''آپ ہمارے گھر آجائیں...... ساتھ لنچ کرتے ہیں...... میں چائنیز اچھا بنا لیتی ہوں...... پورا یقین ہے آپ کو اچھا لگے گا۔''
''نہیں، تمہارے گھر آکر باتیں کرنا...... اچھا نہیں لگے گا۔'' ان کا جواب بھی فوراً آگیا۔
''تو پھر کیا کریں...... میں اب چھٹی کے دن تو آفس نہیں آسکتی ناں......''
''تم آجاؤ...... ہمارے گھر...... میں کھانا باہر سے آرڈر کر دوں گا۔''
''چھٹی کا دن ہے، بین آپا بھی آسکتی ہیں...... اور شادی سے پہلے اگر لڑکیاں اپنی سسرال میں زیادہ جانے

لگیں تو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔"

"تو پھر باہر ہی مل لیتے ہیں، تمہارے پسندیدہ ہوٹل میں۔"

"ٹھیک ہے، میں آجاؤں گی......مگر کب تک پہنچوں......؟"

"میں پک کرلوں گا......ٹھیک ڈیڑھ بجے، باہر آجانا......"

"آجاؤں گی، اب تو ٹھیک ہے ناں......"

"ہاں، تم سے باتیں کیے بغیر خود کو ادھورا سا سمجھنے لگا ہوں۔"

اور جب ہوٹل میں، میں ان کے مدِمقابل بیٹھی تھی......تو وہ کچھ بولنے کے بجائے مجھے یوں دیکھ رہے تھے جیسے مجھے اپنی آنکھوں میں جذب کر رہے ہوں۔

"صبا ایک بات سچ، سچ بتاؤ گی؟" بڑے گمبھیر لہجے میں کچھ سوچتے ہوئے پوچھا گیا۔

"ایسی کیا بات ہے جو آپ اتنے سنجیدہ سے بیٹھے ہیں۔"

"میں یہ مانتا ہوں کہ میں تمہاری سیکنڈ چوائس ہوں......مگر تم نے مجھے اپنے دل میں جگہ اسی محبت سے دی ہے ناں......جس کا میں اپنے آپ کو اہل سمجھتا ہوں۔"

"آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں اپنے اوپر زبردستی کرنے والی لڑکی نہیں ہوئی......جب آپ نے آکر میرے دل سے عامر کے وجود کو نکال پھینکا تو مجھے اب واقعی آپ کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔"

"اس کی یادیں......تمہیں کبھی دکھی تو نہیں کریں گی ناں......؟"

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔" میں نے حیرت سے کہا۔ "آپ کی ہمراہی میں نہ تو مجھے کسی کی یاد آئے گی اور نہ ہی میں دکھی ہوں گی۔"

"اس کا مطلب یہی ہوا ناں کہ تم نے عامر کا طویل عرصے انتظار کر کے اپنے اوپر ظلم ہی کیا۔"

"وہ انتظار، شاید......میری سزا بھی تھی کہ میں اس کے لفظوں کو شاید چابی سمجھ بیٹھی تھی......اور چابی بھی وہ جس نے میرے دل کا تالا کھول دیا تھا۔ میں یہ بھول بیٹھی تھی کہ لفظوں کی چابی اگر کسی کا دل کھول سکتی ہے تو بند بھی کر سکتی ہے۔ وہ تو کوئی بادل تھا......جو اڑ کر کہیں چلا گیا۔ شاید آسمان میں کہیں کھو گیا۔"

"اب دفع کرو......عامر کو......تمہارا یقین ہی میرا سب کچھ ہے۔"

"ہاں، اب ہمیں اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے۔" میں قدرے چڑ کر بولی۔

"میں تو اب بالکل نہیں کروں گا......یوں بھی رقیبِ روسیاہ کس کو اچھے لگا کرتے ہیں۔"

"اب جلدی سے کھانا منگوائیں......بھوک کے مارے برا حال ہے۔"

"وہ تو میں آرڈر کر چکا ہوں۔" وہ ہنسے۔

اور جب وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے تو عین ان کی ٹیبل کے قریب سے عامر اور فرزانہ بھی گزرے......مگر اس وقت صبا نظریں جھکائے کھانا کھا رہی تھی اور ندیم خان اس کی پلیٹ میں فرائی فش رکھ رہا تھا۔

عامر خان کھانا کھاتے ہوئے اس کی ہنسی سن کر قدرے چونکا۔ اس انداز میں تو صبا ہنسا کرتی تھی......اسے خیال آیا۔

مگر فرزانہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے منہ میں نوالہ دیا......تو وہ بے اختیار فرزانہ کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر نوالہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔

رات کو گھر میں بستر پر لیٹے، لیٹے وہ ہنسی اس کے دل میں لہر سی بن کر اٹھی۔

''اللہ! اس دنیا میں کیسی، کیسی مماثلت ہے، ویسی ہی کھنک تھی...... جیسے کوئی چھن سے ہنس رہا ہو۔'' وہ سوچ رہا تھا اور اس بے کلی نے اسے ساری رات سونے نہیں دیا تھا۔ صبح وہ اٹھا تو آنکھیں سرخ انگارہ سی تھیں۔

''کیا رات کو سوئے نہیں؟'' ناشتے کی ٹیبل پر رئیسہ بیگم نے اسے دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں، کسی نے سونے ہی نہیں دیا۔'' وہ بڑبڑایا تھا۔ اس کی آواز...... بس اتنی ہی تھی کہ جیسے اس نے صرف اپنے آپ کو ہی سنایا ہو۔ مگر وہ ماں تھیں...... اس کی بڑبڑاہٹ کا مطلب بھی سمجھتی تھیں۔

''میں جانتی ہوں سب......'' وہ ہنس کر بولی تھیں۔

''آپ کیا جانتی ہیں؟'' اس نے حیرت سے ماں کو دیکھا۔

''یہی کہ فرزانہ رات بھر موبائل پر تمہیں پریشان کر رہی ہوگی۔''

''اس کا مطلب ہے، آپ کچھ بھی نہیں جانتیں۔'' اس نے اپنے آپ سے کہا اور اٹھ گیا۔

''اس فرزانہ سے زیادہ شرمیلا تو میرا عامر ہے، مجال ہے کہ بتائے کہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔ بیٹا ایک آدھ بات، ماں کو بتانے میں کوئی حرج تو نہیں ہوتا۔'' اب رئیسہ بیگم بھی اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھیں۔ ایسی باتیں...... جو اکثر مائیں خود اپنے سے ہی کیا کرتی ہیں۔

☆☆☆

کراچی کا موسم اچانک ہی بے حد خوشگوار ہو گیا تھا۔ بادل چھا گئے تھے اور ہلکی، ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔

''بے حد پیاری لگ رہی ہو...... ہمیشہ سے زیادہ خوب صورت......'' شہلا آفس پہنچی تو ساجد اسے مسکرا کر دیکھتے ہوئے بولا۔

''شکریہ......'' وہ زبردستی کی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجا کر بولی۔

''آج تو موسم بہت عاشقانہ ہو رہا ہے، کہیں باہر چلیں؟''

''مثلاً کہاں......؟'' اپنے دل کے ڈر کو چھپاتے ہوئے اس نے پوچھا۔

''لانگ ڈرائیو پر......''

''نہیں...... زیادہ ٹریولنگ سے میرے سر میں درد ہو جاتا ہے۔''

''تو پھر کہاں چلیں؟'' اس نے لاڈ سے پوچھا۔

''سی سائڈ......'' اس کے خیال میں وہ باحفاظت جگہ تھی۔

''وہاں تو بچے جاتے ہیں...... پانی میں اچھلنے کودنے کے لیے۔''

''میرا دل بھی یہی چاہتا ہے۔''

''اچھا چلو......'' سرشار سا وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ڈرائیور اور گارڈ کو اس نے منع کر دیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر خود بیٹھا...... اور جب وہ اس کے برابر بیٹھی تو اس کا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد گھوم گیا۔

شہلا کو یوں لگا جیسے کسی سانپ نے اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہو۔ مگر جلد ہی اس نے ہاتھ واپس اسٹیئرنگ پر رکھ لیا تھا تو شہلا نے بھی سکون کی سانس لی۔ اب وہ دھیمی رفتار سے ڈرائیو کرتے ہوئے گنگنا رہا تھا...... آواز بھی بری نہیں تھی۔

وفا کی جنگ مت کرنا بہت بیکار جاتی ہے
زمانہ جیت جاتا ہے، محبت ہار جاتی ہے
ہمارا تذکرہ چھوڑو، ہم ایسے لوگ ہیں جن کو
نفرت کچھ نہیں کہتی، محبت مار جاتی ہے

شہلا کھڑکی سے باہر بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھنے میں محو تھی۔
''شہلا تم نے بتایا نہیں اپنے عاشقِ صادق کے بارے میں؟'' وہ اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا۔
''میرا عاشقِ صادق کہاں سے آ گیا؟'' وہ پریشان سے لہجے میں بولی۔
''اب تم مجھ سے تو جھوٹ مت بولو۔'' وہ ہنسا۔
''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟'' وہ اس کی جانب گھومی ہوئی تھی۔
''ارے، تم نے ہی تو بتایا تھا ناں کریم کے بارے میں...... جو تمہارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا تھا۔''
''اب وہ میرا بہنوئی ہے...... میرا اس سے کیا تعلق......؟''
''اب یہ تو نہ کہو...... کہ تمہارا اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ آخر وہ بیچارہ تم سے محبت کرتا ہے۔''
''مگر مجھے تو اس سے محبت نہیں ہے۔''
''میں نے تو سنا ہے کہ نفرت بھی محبت کی شکل ہوا کرتی ہے۔''
''ہوتی ہوگی...... مگر میری نفرت...... صرف نفرت ہی ہے۔''
''اور تمہاری بہن کو اپنے شوہر سے محبت ہے یا بعد میں اس کی بھی ختم ہوگئی۔''

''میری بہن کا تو وہ شوہر ہے اور ہر بیوی اپنے شوہر سے محبت کیا کرتی ہے۔''

''ہر بیوی تو نہیں کرتی۔'' وہ عجب انداز سے کہہ رہا تھا۔

''اب مجھے ہر قسم کی بیویوں کے بارے میں تو کچھ نہیں معلوم......'' وہ چڑ کر بولی۔

''ارے......رے تم تو ناراض ہو گئیں۔'' وہ ہنسا۔

''آپ باتیں ہی ایسی کر رہے ہیں۔''

''اچھا، کچھ اپنی بہن کے بارے میں بتاؤ......وہ خوش ہے کریم کے ساتھ؟''

''ہاں، خوش ہے اور انشاء اللہ اور خوشی کے دن جلد آ جائیں گے......وہ ماں بننے والی ہے۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے، تمہاری بہن کو اپنی زندگی سے سمجھوتا کرنے کے لیے ایک کھلونا ملنے والا ہے۔''

''ایسی بات نہیں ہے......کریم اب اس کا بہت خیال رکھتا ہے۔''

''یہ تمہاری بھول ہے، وہ اس سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔''

''آپ کو کیا پتا......؟ آپ کون سا کریم کو جانتے ہیں؟''

''مجھے تو بس یہ معلوم ہے کہ مرد جس سے محبت کرتا ہے......اسے بھول نہیں پاتا۔ اس لیے کریم......تم کو کبھی بھول نہیں پائے گا۔ وہ کسی نہ کسی بہانے سے تمہارے پاس آتا رہے گا۔''

''جب میں اس کو منہ ہی نہیں لگاؤں گی تب بھی آئے گا کیا؟'' وہ جل کر بولی۔

''ہاں کبھی وہ تمہاری بہن کے بہانے سے آئے گا......اور کبھی تمہارے ہونے والے بھانجے کے حوالے سے۔''

''اول تو ایسا ہوگا نہیں اور بالفرض ایسا ہوا بھی......تو میں ان سب سے لاتعلق ہو جاؤں گی۔ کسی سے بھی نہیں ملوں گی......پھر کوئی زبردستی تو میرے سر پر سوار ہونے سے رہا......؟''

''مائی سوئٹ ڈول تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جو تمہیں پسند نہ ہو......اسے مار ڈالو۔'' وہ زہر آلود لہجے میں بولا۔

''کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ......؟'' وہ خوفزدہ سی ہو گئی۔ ''میں کیوں کسی کو ناحق ماروں گی......محبت کرنا نہ کرنا ہر شخص کا اپنا فعل ہوا کرتا ہے۔ میں اسے مار کر کیوں گناہ گار بنوں گی۔ اللہ کی نظر میں بھی بری بنوں گی اور دنیا والوں کی نظر میں بھی......میں کوئی پھانسی تھوڑی ناں چڑھنا چاہتی ہوں۔''

''چلو یہ تو تم نے اعتراف کر ہی لیا ناں کہ محبت کرنا نہ کرنا......ہر شخص کا ذاتی فعل ہوا کرتا ہے۔''

''ہاں، ہاں......بالکل!''

''تو اب میں تم سے محبت کرتا ہوں تو کیا کروں میں......تم ہی کچھ بتاؤ......تمہیں پانے کے لیے اب مجھے کیا کرنا ہوگا۔'' اب وہ اسے تمسخرانہ انداز میں دیکھ رہا تھا۔

''امی، ابو آئیں گے تو اس بات کا فیصلہ وہی کریں گے......ہوسکتا ہے کہ وہ جھٹ پٹ قبول کرلیں آپ کا رشتہ۔'' اس سے فوری جان چھڑانے کے لیے اس نے ایسا کہہ دیا تھا۔

''گڈ......یہ ہوئی ناں بات!''

اور شہلا اپنے لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ لے آئی۔ حالانکہ اس کا حلق تک کڑوا ہو رہا تھا اور اس کے پاس بیٹھنا اسے شدید دوبھر لگ رہا تھا۔

''میری مونا......آئندہ ویک، ہم لاہور چلیں گے۔ وہاں کیٹ واک انجوائے کریں گے......اور ایک دو میری

ضروری میٹنگز ہیں اور نیکسٹ منتھ دبئی چلنا میرے ساتھ اور پھر امریکا......"
"اس وقت تو میں گھر جاؤں گی؟" وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولی۔
"اور اگر میں کہوں نہیں تو؟"
"مگر مجھے جانا تو ہوگا۔"
"تمہارے گھر پر کون سا کوئی تمہارا انتظار کر رہا ہے۔"
"ہاں انتظار تو ہو رہا ہوگا میرا۔" کچھ سوچ کر اس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔
"اچھا کس کو بلایا ہے تم نے فلیٹ پر؟" اس کے ماتھے کی تیوریاں چڑھ گئیں۔ اور لہجہ ایسا دھاری دار ہو گیا جیسے وہ اسے کاٹ کھائے گا۔
"خاموش کیوں ہو گئیں؟ میری بات کا جواب دو ناں......؟ کس کو بلایا ہے، تم نے فلیٹ پر۔"
اسے یوں سراسیمہ سا ہوتا دیکھ کر......وہ پھر دہاڑا۔
"پہلے میری بات تو سن لیجیے آپ......"
"تو بکو ناں جلدی سے!"
"مسز ناصر کے جانے کے بعد میں ان کا بیوٹی پارلر تھوڑا بہت تو دیکھ ہی رہی ہوں ناں......"
"تو پھر......؟"
"شام میں، رات میں فلیٹوں سے ہی کلائنٹس آجاتی ہیں۔ اور آج تو مجھے یہاں سے جا کر دو لڑکیوں کا پارٹی میک اپ کرنا ہے، وہاں وہ میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔"
"تم سے اپنا میک اپ تو کیا جاتا نہیں......دوسروں کا کیا خاک کرتی ہوگی۔"
"میں اپنا میک اپ تو اس وجہ سے بھی اب نہیں کرتی کہ آپ نے ہی تو مجھ سے کہا ہے کہ مجھے میک اپ کی ضرورت نہیں۔" اس کا موڈ بہتر بنانے کے لیے اس نے چاپلوسی سے کام لیا۔
"ہاں ایسا تو ہے، تمہاری اسکن اتنی اچھی اور چمکدار سی ہے کہ اس پر کسی قسم کی تہ جمانے کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"
"تو میں جاؤں؟"
"میں چھوڑ دوں تمہیں؟"
"چھوڑے تو کبوتر جاتے ہیں اگر آپ مجھے گھر پہنچانا چاہتے ہیں تو ضرور چلیں......"
"پھر کبھی......وہاں تمہارے ہاتھ کی چائے پئیں گے۔"
"تو کل پی لیں ناں...... بلکہ میں آفس نہیں آتی، گھر میں آپ کے لیے ایک دو مزیدار سی ڈشز بناتی ہوں۔"
"تم آفس نہیں آؤ گی تو میں کیا کروں گا......" وہ محبت سے بولا۔
"تو پھر کل آؤں؟" اس نے پوچھا۔
"بالکل......اور وقت پر......کل ہمیں ساتھ جانا ہے۔"
"کہاں......جانا ہے؟"
"جہاں میرا دل چاہا، وہاں جاؤں گا۔"
"تو آپ کا دل کیا چاہ رہا ہے؟"

''میرا دل......'' وہ ہنسا اور اسے محبت سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ''شہلا......تم میری جان ہو اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ تمہیں اپنے دل میں قید کر کے رکھ لوں۔ اور اس کے لیے ...مجھے تمہارے کچھ پر تو کترنے ہی ہوں گے۔''

''کیا کہہ رہے ہیں آپ؟'' اب وہ خوف اور حیرت سے اسے دیکھے چلی جا رہی تھی......اور مارے خوف کے رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔

''تم کیا محبت کی بات بھی نہیں سمجھ سکتیں۔'' اب وہ لاڈ بھرے لہجے میں بول رہا تھا۔

''آپ کی بات کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔''

''واقعی پاگل ہو، تمہارے اتنے لمبے، لمبے بالوں سے مجھے وحشت سی ہوتی ہے۔ اگر تم انہیں کٹوا لو تو مزید خوب صورت لگو گی۔''

''میں نے اتنی محنت کر کے تو انہیں بڑھایا ہے، میں بھلا انہیں کیوں کاٹ لوں۔''

''کیا تمہیں میری خوشی عزیز نہیں؟''

''وہ تو ہے......مگر......''

''یہ اگر اور مگر محبت میں نہیں ہوا کرتی۔''

''اچھا......اس بارے میں بھی سوچا جا سکتا ہے۔''

''یہ ہوئی ناں بات!'' ساجد نے اسے تیزی سے اپنی جانب کھینچا۔

اس نے اپنے آپ کو فوری سنبھالا۔ مگر اس اثنا میں وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھام کر چوم چکا تھا۔ اور اسے یوں لگا تھا جیسے کسی نے کوئی دہکتے ہوئے کوئلے اس کے ہاتھوں پر رکھ دیے ہوں۔

☆☆☆

''یہ ہیں ساجد کی میڈیکل رپورٹس......جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ وہ نفسیاتی مریض ہے......'' حارث نے ایک فائل اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''مگر یہ فائل آپ نے کہاں سے حاصل کی......؟'' شہلا نے حیرت سے پوچھا۔

''جہاں وہ علاج کی غرض سے جاتا ہے۔ وہاں کے ریکارڈ سے ریحان نے یہ فائل حاصل کر لی ہے۔''

''اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔''

''نہیں اس کو جو ذہنی بیماری لاحق ہے، اس کے تحت وہ اپنی ہر بات کو صحیح سمجھتا ہے۔''

''یہ تو کوئی بیماری نہیں ہوئی، آج کل ہر شخص ہی اپنی بات درست اور دوسرے کی غلط سمجھتا ہے۔''

''ہاں ساجد کے ساتھ مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر اس کی بات نہ مانی جائے تو وہ مرنے مارنے پر بھی آ جاتا ہے۔''

''وہ پاگل تو نہیں لگتے؟''

''ہر پاگل پتھر مارنے والا تو نہیں ہوا کرتا؟'' حارث نے مسکرا کر کہا۔

''جو لوگ اپنی محبت میں پاگل ہو جاتے ہیں، وہ بھی تو خاصے جنونی سے ہوتے ہیں۔'' شہلا.... نظریں جھکائے مگر مسکراتے لبوں سے کہہ رہی تھی۔

''میانہ روی زندگی میں ہر مقام پر ضروری ہوتی ہے چاہے وہ محبت ہو یا نفرت......'' حارث نے لاڈ بھرے لہجے میں سمجھایا۔

''مجھے کبھی کبھی تو ساجد سے بہت ڈر لگتا ہے اور کبھی وہ ایسا بے ضرر سا لگا کرتا ہے کہ مجھے اس پر ترس آ جاتا

ہے۔'' شہلا...... رنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

''سنیے محترمہ...... آپ کو کسی پر ترس کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ اس کے ساتھ اکیلے میں کہیں باہر نہیں جانا۔''

''اس کے لیے...... تو سر ریحان نے میری سینڈل میں ایسی ڈیوائس لگادی ہے کہ میں جہاں جاؤں گی...... انہیں علم رہے گا۔''

''اور جب سینڈل چینج کرتی ہو تو وہ ڈیوائس یاد سے اپنے دوسرے جوتے کے تلے میں لگالیتی ہوناں......''

''بالکل...... آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

☆☆☆

عامر کئی روز سے بور ہو رہا تھا۔ نہ خود کہیں آنا جانا اچھا لگ رہا تھا اور نہ کسی کا آنا...... ایسے میں فرزانہ آ گئی۔

''پلیز مجھے باہر لے جانے کے لیے مت کہنا...... آج میں کہیں نہیں جاؤں گا۔'' اس کو دیکھتے ہی وہ بولا۔

''میں تو آپ کو شادی کے کارڈز دکھانے کے لیے لائی ہوں۔'' اس نے کارڈز کا پلندا اس کے سامنے رکھ دیا۔

''اوہ...... کارڈ پر میری اور تمہاری تصویر لگانے کی کیا ضرورت تھی؟''

''یہ تو میری خواہش تھی...... شادی کے کارڈ پر ہم دونوں کی تصویر لگے۔''

''مگر وجہ کیا تھی؟''

''جو بھی دیکھے...... جل کر رہ جائے۔ ہمارا کپل کس قدر شاندار ہے۔''

''مگر لوگ کیوں جلیں گے...... ان کا اس تصویر سے کیا لینا دینا...... بلکہ بعض تو شاید کارڈ اندر سے کھول کر بھی نہ دیکھیں۔''

''ایسا مت کہیں...... آپ کی اور میری خوب صورتی سے تو خاندان کے لوگ بھی بہت کلستے ہیں اور وہ اس بات سے بھی جل رہے ہیں کہ ہم دونوں کی شادی کیوں ہو رہی ہے۔''

''تو کیا ہمیں لوگوں کی پسند اور خواہش پر اپنی شادی کرنی چاہیے تھی۔''

''یہ سب تو مجھے نہیں پتا...... بس...... آج کل لوگوں کی خوشی، دوسروں کا غم بن گئی ہے۔ خوشی کی تعریف ہی بدل گئی ہے۔''

''تو تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اگر کسی وجہ سے ہماری شادی نہ ہو تو سب سے زیادہ خوش ہمارے عزیز و اقارب ہوں گے؟''

''بالکل، آج کل یہی ہو رہا ہے۔''

''فرزانہ اپنی خوشی کے لیے تو تم بہت سے کام کرتی ہی ہو کیا ہے...... اگر دوسروں کی خوشی کے لیے یہ شادی موخر کردو...... تو کیا چلا جائے گا۔'' وہ شرارت سے بولا تو وہ منہ بنا کر اٹھلاتی ہوئی اپنی پھپھو کے پاس چلی گئی جنہیں اس کی ہر بات اور ہر ادا پر صدقے واری ہی جانا تھا۔ اور وہ چپ چاپ بیٹھا یہ سب بڑی بے دلی سے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆

الماری میں سے میں نے تیزی سے کپڑے نکالے تو پیچھے رکھا ہوا لفافہ بھی کپڑوں کے ساتھ باہر آ گیا۔

میں نے اسے کھولا...... تو اس میں رنگ برنگی انگوٹھیاں، پراندے اور مختلف سجاوٹ کی چیزیں تھیں...... جو عامر نے مجھے مختلف مواقع پر گفٹ کی تھیں۔

''لاحول ولا قوۃ! یہ سب بکواس ابھی تک میں نے سنبھال کر رکھی ہوئی ہے۔'' میرے دل میں پہلا خیال یہی

آیا۔ ''بچپن میں، میں کتنی بے وقوف سی لڑکی تھی کیسی، کیسی بے تکی چیزوں کو دیکھ کر خوش ہو جایا کرتی تھی۔''

''نہیں، یہ بات نہیں ہے۔'' میرے دل میں ایک خیال سا آیا۔ یہ سب ندیم خان کی وجہ سے ہو رہا ہے......وہ میری زندگی میں صرف شامل ہی نہیں ہوئے بلکہ وہ میری ہستی پر چھا سے گئے تھے......ان کی پسند ناپسند---ان کا اٹھنا، بیٹھنا، ہنسنا، مسکرانا......سب مجھے بہت اچھا لگا کرتا تھا...... بلکہ ان کے مقابلے میں کسی بھی شخصیت کو کھڑا نہیں کر سکتی تھی۔

''واقعی پگلو تھی میں......آج سے دو سال پہلے آنے والے ان کے پرپوزل کو خواہ مخواہ لوٹا دیا تھا۔ بے وقوف لڑکیاں، شاید ایسے ہی سطحی فیصلے کر لیا کرتی ہوں......اور یقیناً نقصان بھی اٹھاتی ہیں۔''

وہ لفافہ میں نے ڈسٹ بن میں ڈالا اور گہری سانس لیتے ہوئے سوچا۔

''اللہ کا شکر ہے......ندیم خان زندگی کے جھمیلوں میں کہیں کھویا نہیں......امی کہتی ہیں کہ زیادہ تر شادیاں برداشت اور صبر کے ساتھ چلا کرتی ہیں۔ مگر میری تو شادی محبت کے ساتھ چلے گی۔ کتنا چاہتے ہیں وہ مجھے......میرے چہرے کو دیکھ کر جان لیتے ہیں، میں رنجیدہ ہوں یا سنجیدہ......اچھا ہوا عامر......تم کہیں چلے گئے......ورنہ تمہاری ہمراہی میں......میں اتنی خوش تو شاید کبھی نہیں ہو سکتی تھی......کبھی نہیں......'' میرا یہ یقین......ہر روز......پختہ ہو رہا تھا اور امی اور خالہ مجھے خوش دیکھ کر بے حد سرشار تھیں۔

☆☆☆

عامر کے سر میں شدید درد تھا۔ پین کلر لینے کے باوجود افاقہ نہیں ہوا تھا۔

اپنے دل کی پریشانی کو وہ اپنا وہم سمجھ کر......بھولنے کی سعی کر رہا تھا۔ اور جب رئیسہ بیگم نے اس سے کہا۔

''تمہارے ماموں جان فرزانہ کے جہیز میں جو بنگلا دے رہے ہیں اسے دیکھنے چلتے ہیں۔'' تو وہ چپ چاپ ان کے ساتھ چلا گیا......مبادا اماں برا مان جائیں۔

بنگلا بہت بڑا تو نہیں تھا......مگر بہت خوب صورت تھا اور اس میں ضرورت کی ہر چیز بڑی نفاست سے سیٹ کی گئی تھی۔

''اب ہم اپنا گھر کرائے پر دے دیں گے۔'' رئیسہ بیگم نے خوش ہو کر کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے کرائے پر دینے کی......اگر یہاں ہمارا دل نہیں لگا تو......؟''

''اتنی اچھی جگہ پر کیا کوئی بور ہو سکتا ہے۔'' ماں نے حیرت سے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مگر اپنا گھر تو اپنا ہوتا ہے اور اس کے تو کاٹھ کباڑ سے بھی محبت ہوتی ہے۔''

''مجھے تو اب اس پرانے گھر میں وحشت سی ہونے لگی ہے۔''

''مگر اماں......مجھے تو آنگن میں لگا امرود کا درخت بھی بولتا ہوا نظر آتا ہے جب بہت دنوں بعد اس کے پاس جاتا ہوں تو مجھے لگتا ہے وہ پوچھ رہا ہو......کہ کتنے دنوں بعد آئے ہو......ورنہ پہلے تو تم میری چھاؤں میں گھنٹوں کرسی ڈالے بیٹھا کرتے تھے۔''

''بھئی ہم سے یہ درخت پودے سوال جواب نہیں کیا کرتے......ہم تو انسانوں کی بکواس سمجھ نہیں پاتے۔'' رئیسہ بیگم نے الجھ کر بات ختم کر دی تھی۔

اور وہ کھسیا کر خاموش ہو گیا تھا۔

☆☆☆

مجھے معلوم تھا...... ندیم خان نہ اپنی سالگرہ مناتے ہیں اور نہ ہی انہیں یاد رہتی ہے۔ سبین آپا کو بھی یہ سب باتیں پسند نہیں تھیں۔ اس لیے ان کے گھر جا کر بھی وش نہیں کیا جا سکتا تھا۔

آفس میں جب ندیم خان نے اس کی سالگرہ کا اہتمام کیا تھا...... تو ناعمہ نے ندیم خان سے پوچھا تھا۔

''سر آپ کی سالگرہ کب ہوتی ہے اور آپ اسے کیسے مناتے ہیں؟''

''یہ ایونٹس تو آپ لوگوں کے ہیں، مجھے اپنے لیے یہ سب بہت عجیب لگے گا اس لیے کبھی نہیں منائی۔''

''اور اگر کوئی منانا چاہے تو؟'' کسی نے پوچھا۔

''تو میں منع کر دوں گا۔'' ندیم خان نے جیسے بات ہی ختم کر دی تھی۔

اور اب میرا دل چاہ رہا تھا ان کی سالگرہ پر ان کو سرپرائز دوں۔

رات کو فون آیا، آفس کے احوال سننے کے بعد میں نے پوچھا۔ ''کیا کل کا ڈنر آپ میرے ساتھ باہر کر سکتے ہیں؟''

''تمہارے گھر پر آ جاتا ہوں۔''

''نہیں، باہر جانے کو دل چاہ رہا ہے۔''

''ٹھیک ہے، میں آ جاؤں گا۔ اس اتوار امی اور آپا تمہارے گھر آ رہی ہیں اور خاص طور پر آ رہی ہیں۔''

''خاص طور پر کیوں...... ان کا جب دل چاہے، وہ آ جائیں۔''

''دراصل آپا کی ساس کی عدت ختم ہو گئی ہے اور وہ شادی کی تاریخ لینے آ رہی ہیں۔''

''اتنی جلدی......'' میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

''تمہیں یہ جلدی لگ رہی ہے؟''

''ہاں اور کیا......؟'' میں شرمائی۔

''مگر مجھے تو یہ بھی دیر لگ رہی ہے...... اس لیے بس قریب ترین ڈیٹ دینا...... مزید سولی پر مت لٹکانا۔'' ان کا لہجہ اب شوخ ہو رہا تھا۔

اور میں نے فون ہی کاٹ دیا...... اب میں سوچ رہی تھی کہ مجھے ان کی سالگرہ منانی چاہیے بھی یا نہیں...... شادی میں اب دن زیادہ نہیں رہے تھے۔

''پتا نہیں، ندیم کو یہ سب...... اچھا بھی لگے گا یا نہیں۔ نہ اچھا لگے انہیں...... جب میرا دل چاہ رہا ہے تو میں ضرور مناؤں گی......'' اب میں اپنے دل کے کہے پر چل رہی تھی۔

گھر میں اپنی الماری میں سے سارے کپڑے نکال کر باہر رکھ دیے تھے۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کل کون سا سوٹ پہن کر جاؤں۔

''جب کچھ سمجھ میں نہیں آئے تو آنکھیں بند کر کے انتخاب کر لیا کرتے ہیں۔'' خالہ جو شاید کافی دیر سے مجھے سوچ بچار میں دیکھ رہی تھیں، پاس آ کر بولیں۔

اور میں نے واقعی ان کے کہنے پر عمل کیا...... اور شاکنگ پنک سوٹ اٹھا لیا۔

''بالکل صحیح کیا ہے انتخاب......'' خالہ ہنستے ہوئے چلی گئیں۔

''یہ تو بہت اوور ہو جائے گا......'' اب میں پھر سوچ رہی تھی۔ ''کوئی بات نہیں...... اپنے منگیتر کی سالگرہ میں جا رہی ہوں۔ کسی دوسرے کی تقریب میں تو نہیں جا رہی۔''

''ندیم کے ساتھ کہیں جا رہی ہو؟'' جب میں تیار ہو رہی تھی تو خالہ نے پُریقین لہجے میں پوچھا۔

''جی خالہ......'' میں اب اپنے بالوں میں پراندہ ڈال رہی تھی۔
''ہاتھوں میں میچنگ چوڑیاں بھی ڈال لو...... ہر وقت ڈنڈا سے ہاتھ لیے پھرتی ہو۔''
اور میں نے چوڑیاں پہن لیں۔
''ارے، تمہارے پاس تو اس رنگ میں بڑے خوب صورت جھمکے بھی ہیں ناں...... جو تمہاری سالگرہ پر آفس سے ملے تھے۔''
''ہاں ہیں تو۔'' میں نے کہا۔
''تو پہن لو ناں...... اچھے لگیں گے۔''
اور میں نے جھمکے بھی پہن لیے تھے۔ ابھی میں گھر سے نہیں نکلی تھی کہ ندیم کا فون آ گیا۔
''صبا تمہیں بندیا پسند ہے ناں......؟''
''ہاں...... ہے...... تو۔''
''آج پہن کر آ جاؤ ناں......''
''سنیے جھومر اور ٹیکا رہ جائے گا وہ بھی لگا کر آ جاتی ہوں۔ خالہ نے جھمکے تو پہنوا ہی دیے ہیں۔''
''ارے رے...... میں تو ایسے ہی کہہ رہا تھا۔ تمہارا دل نہیں چاہ رہا تو مت پہنو...... مگر میں تمہیں لینے کے لیے نکل چکا ہوں...... ہارن پر فوراً باہر آ جانا۔''
اور جب میں بندیا لگائے شرمائی سی باہر نکلی تو ندیم خان کتنی ہی دیر مبہوت سے کھڑے مجھے دیکھتے ہی رہے۔ جیسے پہلی، پہلی مرتبہ مجھے دیکھ رہے ہوں۔
''چلیے ناں......؟'' میں نے کھسیا کر کہا۔
''بہت پیاری ہو تم...... بے حد سوئٹ اور کیوٹ۔''
''اتنے لوازمات کے ساتھ ہر لڑکی اچھی ہی لگا کرتی ہے۔'' دوران سفر میں نے کہا۔
''جی نہیں...... آپ کی وجہ سے ان جھمکوں اور بندیا کی قیمت بڑھ گئی ہے۔'' اب وہ مجھے بڑی چاہت بھری نظروں سے دیکھ بھی رہے تھے۔
''سنیے، ہوٹل میں ہر دیکھنے والا ہمیں نیا شادی شدہ جوڑا سمجھے گا۔''
''سمجھنے دو، ہمیں کسی سے کوئی غرض نہیں۔''
''مگر مجھے شرم تو آئے گی۔''
''تو تھوڑا سا شرما لینا...... پرابلم ختم......''
مگر ہوٹل پہنچ کر...... نہ مجھے کسی کی نظروں کی پروا تھی اور نہ ہی کسی کی مسکراہٹ کی...... وہاں پہنچتے ہی میں نے اپنے بڑے سے بیگ سے کیک نکالا، شمعیں روشن کیں اور بیرے کو اپنا آرڈر نوٹ کرا کے ایک خوب صورت واچ ندیم خان کی کلائی پر باندھتے ہوئے کہا۔
''آپ کا وقت سارا کا سارا میرا ہے۔''
''اس گھڑی کے بغیر بھی تمہارا ہی ہے۔''
''مگر اب ایک، ایک لمحہ میرا ہے۔''
''تو اس میں کیا شک ہے......؟''

اور جب میں نے اپنے ہاتھ سے ان کے منہ میں کیک کا ٹکڑا رکھنا چاہا۔ تو انہوں نے اسے اپنے منہ میں رکھنے کے بجائے...... پہلے میرے منہ میں رکھا اور بعد میں خود لیا۔

''ندیم...... یہ تو بے ایمانی ہے آپ کی...... آپ کی سالگرہ ہے، پہلے آپ کو لینا چاہیے تھا۔''

''میری سالگرہ ہے...... جب ہی تو تمہیں پہلے دیا ہے...... تم شاید بھول گئیں...... تمہاری سالگرہ پر میں نے پہلے کیک کھا لیا تھا...... اور تم نے بعد میں......''

''مجھے واقعی یاد نہیں......''

''مگر مجھے تو ایک، ایک پل یاد ہے۔ کن باتوں پر تم ہنسا کرتی تھیں...... اور کن باتوں پر تمہاری تیوری چڑھ جاتی تھی۔''

''اور آپ کا انداز ایسا تھا جیسے کچھ جانتے نہیں......'' میں ہنسی تو ہنستی چلی گئی۔

''ظاہر ہے...... آفس میں عاشقِ صادق کا روپ دھار کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔''

''مگر آفس کی کئی لڑکیوں کو ابھی تک شاید یہی گمان ہے کہ میں نے ہی آپ کو پانے کی شاید کوئی جدوجہد کی تھی۔''

''ہاں...... ایسا تو ہوا ہے۔'' اب ندیم مسکرا رہے تھے۔

''پھر کی غلط بات...... ایسا کب کیا میں نے؟'' میرا لہجہ شاید برہم سا ہو گیا تھا۔

''کتابوں کی نمائش میں کون جان بوجھ کر مجھ سے ٹکرایا تھا۔ نمائش میں بے شمار لوگ تھے...... تم ان سے بھی تو ٹکرا سکتی تھیں۔ خاص طور پر تاک کر نشانہ لگایا...... اور مجھ سے ٹکرا گئیں۔''

''میں آپ سے جان کر ٹکرائی تھی؟'' میں نے مصنوعی غصے سے آنکھیں دکھائیں۔

''ہاں بالکل فلمی سین تو ہوا تھا، ہیروئن کے ہاتھ سے کتابیں گر گئی تھیں...... موبائل گر گیا تھا۔ جنہیں تم نے جلدی، جلدی سمیٹا اور اپنا موبائل قصداً میرے پیروں کے پاس چھوڑ کر یہ جا وہ جا...... اور میرے پکارنے پر بھی نہیں رکیں۔''

اب وہ ہنس رہے تھے اور مجھے ان کی باتوں پر اور شرارتی لہجے پر ہنسی بھی آ رہی تھی اور شرم بھی......

چھوٹی، چھوٹی باتوں میں مزاح پیدا کرنے کا رنگ انہیں کس قدر آتا تھا۔ اب ہم دونوں ایک دوسرے کے منہ میں نوالے دیتے ہوئے آئندہ کا پروگرام سیٹ کر رہے تھے۔

''معاف فرمایئے گا، کیا آپ لوگ میری ایک بات سنیں گے؟'' پشت پر کھنکھار کے ساتھ کسی نے کہا۔

ندیم کے ساتھ میں نے بھی سر اٹھا کر اس اجنبی کو دیکھا۔

''آپ صبا ہیں ناں؟'' اس نے میری جانب انگلی اٹھائی۔

''جی ہاں...... مگر آپ کون ہیں؟'' میں نے حیرت سے پوچھا۔

''پگلی بھول گئیں اپنے عامر کو...... میں تمہارا عامر ہوں۔'' اب وہ میری جانب دیکھ کر انتہائی محبت سے اور...... بے تکلفی سے کہہ رہا تھا...... اور میرے قریب آ کر مجھے انتہائی محبت سے دیکھ رہا تھا۔

اس کا یہ جملہ سن کر میں کھڑی ہو گئی تھی۔

ندیم خان مجھ سے قبل ہی کھڑے ہو کر اسے دیکھ رہے تھے۔

''مسٹر عامر آپ غلط کہہ رہے ہیں...... اب آپ کا صبا سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ میری منگیتر ہیں اور ہماری عنقریب شادی ہونے والی ہے۔'' ندیم خان کا لہجہ سنجیدہ سا تھا۔

''غلط تو آپ کہہ رہے ہیں۔ صبا میری آپ سے پہلے کی منگیتر ہے، جس کو ڈھونڈ، ڈھونڈ کر میں پاگل ہو گیا تھا۔''
''برسوں پرانی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی ہے، آپ کس دنیا میں رہ رہے ہیں۔'' ندیم خان نے اس کو مجھ سے قدرے دور کرنے کی سعی کرتے ہوئے کہا۔
''مسٹر، آپ ہمارے راستے سے ہٹ جائیں، صبا میری تھی، میری ہے اور میری ہی رہے گی۔''
اور میں ہونق سی بنی کبھی عامر کو دیکھ رہی تھی اور کبھی ندیم کو.......
''صبا، تم کچھ تو بولو ناں......؟'' ندیم خان نے مجھے جھنجوڑا۔
''ہاں، آں......ندیم......آپ عامر سے کہہ دیں کہ وہ چلا جائے۔'' یہ کہہ کر میں ندیم کے سینے سے لگ کر پھوٹ، پھوٹ کر رونے لگی۔

☆☆☆

''وہ کہیں پاگل تو نہیں تھا...... جو ہوٹل میں صبا کو دیکھ کر پاگل پنے کی باتیں کرنے لگا؟'' سبین اپنے بھائی کی بات سن کر خوب سیخ پا ہو رہی تھیں۔
''میں تو فوراً ہی وہاں سے نکلنا چاہ رہا تھا۔ مگر وہ نہ خود ہٹ رہا تھا...... اور نہ ہی ہمیں جانے دے رہا تھا۔''
''اس کا مطلب ہے، آئندہ بھی ایسے تماشے ہو سکتے ہیں۔'' سبین نے گہری سانس لے کر کہا۔
''اب اگر اس نے ایسا ویسا کچھ کیا...... تو میں پولیس میں رپورٹ کر دوں گا۔'' ندیم خان کا غصہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔
''میری مانو تو تم شادی کے بعد کچھ عرصے کے لیے باہر چلے جاؤ......''
امی جان، یہ سب سن کر خاصی پریشان ہو گئی تھیں۔
''کیا میں کسی سے ڈر کر رہوں گا؟''
''نہیں، اب لوگوں سے لڑا کرنا۔'' سبین نے کہا۔
''تو پھر کیا کریں ہم......؟''
''تم صبا سے کہو کہ وہ عامر سے صاف، صاف بات کرے اور کہہ دے کہ اس کا اب پرانے قصے کہانیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یوں بھی منگنی کی کوئی شرعی اہمیت نہیں ہوتی۔''
''ہاں وہ تو اس سے بھی زیادہ کہہ دے گی مجھ سے زیادہ تو وہ پریشان ہو رہی ہے۔''
''تو پھر ختم کرے ناں وہ اپنی اس پریشانی کو......''
''اس بیچاری کو کیا پتا تھا، ایسا سب ہو جائے گا...... وہ تو میری سالگرہ منا رہی تھی۔''
''یہ سالگرہ کیا گھر میں نہیں منائی جا سکتی تھی؟ ہمیں بھی وہ انوائٹ کر لیتی...... تو کیا ہم خوش ہونے والوں میں سے نہیں تھے......'' سبین کو ان کا یوں جانا ہی اچھا نہیں لگا تھا۔
''وہ تو مجھے بھی نہیں معلوم تھا...... اس نے تو اپنی طرف سے مجھے سرپرائز دیا تھا۔''
''صحیح کہتے ہیں ناں عقل مند...... جن خوشیوں میں گھر کے لوگوں کو شامل نہ کیا جائے...... ان میں خوشیاں ادھوری سی ملا کرتی ہیں۔'' سبین نے کہا۔
ساجدہ بیگم بھی اثبات میں سر ہلانے لگیں۔

"اگر اس ہوٹل میں، میرا کوئی سسرالی عزیز..... صبا کو یوں جھمکے اور ٹیکے میں دیکھ لیتا تو یہی کہتا ناں..... شادی پہلے ہی ہو چکی ہے، دنیا دکھاوے کی تقریب بعد میں کی جا رہی ہے۔"

"آپا، آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں، کسی کو کیا یہ الہام ہو جاتا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہوٹل میں ہوں۔" ندیم نے زچ ہو کر کہا۔

"بھئی تم کو میری سسرال میں سب جانتے ہی ہیں ناں....."

"ہاں، جانتے ہیں۔"

"میری سسرال میں صبا کئی مرتبہ اپنی ماں کے ساتھ میرے گھر آ چکی ہے اور وہاں کا بچہ، بچہ ٹوہ لینے والا ہے، کون کیا، کیوں اور کیسا کر رہا ہے وہ سب کی فکر رکھتے ہیں جبکہ میری ساس تو اس کو بہت پسند کرتی ہیں اور نندیں بھی..... اب میری پانچ نندوں میں سے کوئی بھی یا ان کی فیملی کے کسی بھی فرد کی نظر تم لوگوں پر پڑ تو سکتی تھی۔"

"اب یہ اتنی بڑی بات بھی نہیں ہے، جس کا آپ نے ہوا بنا دیا۔ غلطی میری ہی ہے، مجھے اس بارے میں کچھ بتانا ہی نہیں چاہیے تھا۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم..... اور ہو سکتا ہے ہم بہت سی باتوں سے اب بھی لاعلم ہوں۔"

"اُفوہ..... آپ تو ناحق پریشان ہو رہی ہیں، میں کہہ رہا ہوں ناں ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔" ندیم نے زچ ہو کر کہا۔

"تم جس بات کو معمولی سمجھ کر ٹال رہے ہو ناں..... وہ معمولی نہیں ہے۔"

"تو پھر..... عامر کیا کر لے گا ہمارا.....؟" ندیم کو اب غصے پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔

"یہ تو مجھے نہیں پتا..... کہ وہ کیا کر سکتا ہے؟ اور کیا نہیں کر سکتا۔ مگر اتنا اندازہ ضرور ہو رہا ہے کہ تمہاری پریشانیاں بڑھ سکتی ہیں۔"

☆☆☆

"امی میں سچ کہہ رہا ہوں، وہ صبا ہی تھی، سو فی صد صبا..... جیتی جاگتی صبا..... اور اب تو وہ پہلے سے بھی زیادہ خوب صورت ہو گئی ہے۔"

"مگر بیٹا۔ چلو مان لیا، تمہیں صبا مل گئی..... تو اب تمہیں اس سے کیا سروکار....." چند دنوں بعد ہی تمہاری شادی ہونے والی ہے اور تم ایسی باتیں کر رہے ہو؟"

"امی میں شادی تو اس لیے کر رہا تھا کہ مجھے میری صبا ملی نہیں تھی..... اور اب وہ مجھے مل گئی ہے تو میں کیوں کروں گا کہیں اور شادی....."

"اس سارے معاملے میں فرزانہ کی کیا غلطی ہے، جو تم اس کو اتنی بڑی سزا دے دو گے۔"

"فرزانہ کی شادی کہیں بھی ہو جائے گی، میں نے کوئی اس کا ٹھیکا لے رکھا ہے۔"

"ہاں جب شادی کے کارڈز عزیز و اقارب میں بانٹے جا چکے ہیں تو تم نے اس کا ٹھیکا تو لے رکھا ہے۔"

"اب میں کسی فرزانہ کو نہیں جانتا..... آپ جا کر بے شک کہہ دیں۔"

"اوہ یہ بات ہے۔" رئیسہ بیگم پریشان سی ہو گئیں۔

"ہاں، مجھے میری صبا مل گئی اور مجھے کچھ چاہیے ہی نہیں۔"

"مگر تم کہہ رہے تھے کہ وہ دلہن سی بنی کسی لڑکے کے ساتھ تھی؟"

''ہاں کسی کے ساتھ تھی..... مگر ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی اور اگر ہو بھی جاتی تو وہ اس کو چھوڑ کر چلی آتی۔'' وہ بے فکرے لہجے میں بولا۔

''بیٹا تمہارا خیال غلط بھی تو ہو سکتا ہے۔''

''نہیں ہو سکتا غلط...... میں نے اسے دل سے چاہا تھا۔''

''پھر بھی پوچھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

''آپ کا خیال ہے کہ وہ مجھے منع کر دے گی؟''

''ہاں اگر وہ اس لڑکے سے شادی کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے تو پھر کیوں وہ برسوں پرانے شناسائی کے رشتوں کو اہمیت دے گی۔''

''مگر امی...... جب میں اسے نہیں بھولا تو وہ مجھے کیسے اور کیونکر بھول سکتی ہے۔''

''بیٹا تم تو پاگل ہو تم جیسے لوگ تو شاید خال ہی خال دکھائی دیتے ہوں گے۔ مگر وہ تم جیسی نہیں ہو سکتی۔''

''اچھا...... پھر یہ بھی دیکھ لیں گے...... اس کا گھر تو میں نے دیکھ ہی لیا ہے...... ان کی گاڑی کے پیچھے، پیچھے رہا تھا...... ان موصوف نے پہلے صبا کو ڈراپ کیا...... اور پھر اپنے گھر گئے...... مگر میں نے دونوں کے گھر دیکھ لیے اور معلومات بھی کر لیں...... کہ ایک ہی اخبار کے دفتر میں کام کرنے کے سبب دونوں میں دوستی ہوئی جواب شادی کی شکل لینے والی ہے بلکہ تھی سمجھیں......''

''بیٹا یہ تو اچھی بات ہے، صبا کی شادی ہونے والی ہے۔''

''مگر اس کی شادی مجھ سے ہی ہو گی، اس کے والدین نے نکاح کا وعدہ میرے ساتھ کیا تھا نا کہ کسی دوسرے کے ساتھ......''

''اب اگر صبا ہی تم سے شادی نہ کرنا چاہے تو...... تم کیا کر سکتے ہو۔''

''امی آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں؟ جو ناممکنات میں سے ہوں۔''

''اسی لیے تو کہہ رہی ہوں...... کہ تم ان سے جا کر مل لو۔''

''ہاں میں تو ضرور جاؤں گا مگر آپ کو میرے ساتھ جانا ہو گا۔''

''میں جا کر کیا کروں گی...... تم خود چلے جاؤ۔''

''نہیں امی، آپ کو میرے ساتھ چلنا ہو گا...... بس آپ تھوڑی دیر میں چلیں میرے ساتھ۔''

''کیسی باتیں کر رہے ہو...... آدھی رات کو بھی کیا کوئی کسی کے گھر جایا کرتا ہے۔''

''اچھا...... کل چلیے گا آپ میرے ساتھ۔''

''ٹھیک ہے، تم مجھے بھی سونے دو اور خود بھی سو جاؤ۔'' رئیسہ بیگم نے الجھ کر کہا۔

اور عامر گنگناتا ہوا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔

آج وہ خوش تھا، بے حد خوش...... اور نیند تو کہیں دور بھاگ گئی تھی...... اور وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اپنی یادوں کو کسی برات کی طرح ترتیب دے رہا تھا۔ اور سرشاری اس کے روئیں، روئیں سے عیاں تھی۔ وہ بھول گیا تھا چار دن پہلے اسے شدید بخار تھا۔ وہ بھول گیا تھا ڈاکٹر نے اسے اینٹی بائیوٹک اور ادویات کا کورس مکمل کرنے کو کہا تھا۔

اسے تو بس صبا یاد تھی اور صبا اسے ہر طرف دکھائی دے رہی تھی۔

کبھی سامنے کھڑی ہنستی ہوئی اور کبھی پیچھے کھڑی...... مسکراتی ہوئی۔

☆☆☆

''طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری......؟'' خالہ نے اس کی متورم آنکھیں دیکھ کر کہا۔

''ہاں، ٹھیک ہوں۔'' میں گلوگیر سے لہجے میں بولی۔

''کیا بات ہے صبو...... کہیں ندیم سے لڑائی تو نہیں ہوگئی تمہاری...... جو یوں منہ اترا ہوا ہے تمہارا۔''

''خالہ، کل عامر آ گیا...... وہ جو کھو گیا تھا، وہ مل گیا۔''

''تو پھر......؟''

''وہ مجھے ڈھونڈ رہا تھا...... اور کل مجھے دیکھ کر مارے خوشی کے پاگل سا ہو گیا۔''

''اور تم......؟'' خالہ نے اس کا چہرہ اونچا کر کے پوچھا۔

''کاش، وہ مجھے پہلے مل جاتا...... تو سب ٹھیک ہوتا۔ مگر اب مجھے ندیم خان سے واقعی محبت ہو گئی ہے، اب میں ندیم خان کو نہیں چھوڑ سکتی۔''

''تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟''

''اب میں اسے منع کر دوں گی تو اس کا دل تو دکھے گا ہی ناں......''

''دکھنے دو، جس راہ جانا نہیں اس کے بارے میں سوچنا کیسا؟''

''مگر مجھے افسوس تو ہو رہا ہے ناں...... کہ وہ کیوں ملا......''

''بیٹا...... ایسے افسوس کو اپنے دل میں جگہ مت دو...... جو بعد میں تمہارے لیے کسی پریشانی کا سبب بن جائے۔''

''ہاں خالہ...... اب مجھے ندیم اتنے اچھے لگتے ہیں کہ میں بتا نہیں سکتی......''

''جب وہ تمہیں عامر کے مقابلے میں زیادہ اچھا لگ رہا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ وہ بہت ہی اچھا لڑکا ہے۔''

''ہاں یہ تو ہے...... جتنے دن گزر رہے ہیں ندیم مجھے ہر دن سے زیادہ اچھے لگتے ہیں۔''

''تم نے بتایا تھا ان کی امی اور بہن آ کر تاریخ لیں گی۔''

''ہاں، یہی کہہ رہے تھے وہ۔''

''اس کا مطلب ہے، اب ہمیں اپنی تیاریاں تیز کر دینی چاہئیں۔''

''مگر ندیم جہیز کے خلاف ہیں۔''

''ہونے دو، تھوڑا بہت تو لے کر جاؤ گی...... خالی ہاتھ تو ہم تمہیں رخصت کرنے سے رہے۔''

''ہاں، مجھے اپنے لیے ڈریسز لینے ہیں...... ندیم کو شوخ رنگ پسند ہیں، ان کی پسند کے حساب سے۔''

''تو کیا تم بعد میں اپنی پسند کے کلرز پہننا بالکل چھوڑ دو گی؟'' خالہ نے مسکرا کر پوچھا۔

''ہاں خالہ...... میں بالکل ویسے ہی رہوں گی...... جیسے ندیم چاہیں گے۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے۔''

''عامر کو دیکھ کر مجھے اچنبھا ضرور ہوا تھا۔ ایک عجیب طرح کی خوشی بھی ہوئی تھی۔ ویسی ہی خوشی جو اپنی کسی کھوئی ہوئی چیز کو دوبارہ پا کر ہوا کرتی ہے۔ مگر مجھے وہ خوشی نہیں ہوئی تھی جیسی عامر کو مجھے دیکھ کر ہو رہی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر پاگل سا ہوا جا رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاتا۔ اور جب میں عامر کا انتظار کر رہی تھی تو ہمیشہ ایسا ہی کچھ تو سوچتی رہتی تھی کہ عامر اچانک میرے سامنے آ جائیں گے اور میں ہکا بکا سی ان کے

ہاتھ تھام کر پوچھوں گی......"

"آپ سچ میں آئے ہیں ناں...... کہیں یہ کوئی خوابوں کا سلسلہ تو نہیں ہے۔"

"اور وہ میرے ہاتھوں کو تھام کر کہیں گے ہاں صبو میں آ گیا ہوں، تمہارا انتظار ختم ہوا۔"

اور جب وہ اچانک ہی ایک دم سامنے آ گیا...... تو خوشی کے ساتھ دل میں کہیں ایک دکھ کا تیر کیوں پیوست سا ہو گیا۔ جس کا شاید مطلب یہی تھا کہ عامر کو اس وقت میرے سامنے نہیں آنا چاہیے تھا۔ کیا میری محبت سطحی سی تھی یا جھوٹی...... یہ سب تو میں نہیں جانتی مگر مجھے ندیم کا تفکر اور پریشان سا چہرہ...... نہیں بھول پا رہا۔ وہ کبھی مجھے دیکھ رہے تھے اور کبھی عامر کو...... انہیں میرا خاموش ہونا عجیب لگ رہا تھا۔ میں ابھی پریشان خیالوں میں گرفتار ہی تھی کہ ان کا فون بھی آ گیا۔

"صبا کیا کر رہی ہو؟"

"آپ کو یاد کرنے کے سوا اور کر بھی کیا سکتی ہوں؟" میں نے اپنے لہجے کو حتی الامکان خوشنما بنانے کی کوشش کی۔

"مت جھوٹ بولو مجھ سے۔"

"جی......" میں شاکڈ سی رہ گئی...... کہ انہیں کیسے پتا چلا کہ میں جھوٹ بول رہی تھی۔

"پریشان ہو ناں؟"

"ہاں، وہ تو ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ عامر بے حد جنونی مزاج کے ہیں۔"

"دیکھو، میں تمہیں مزید پریشان نہیں کروں گا...... تمہارا دل جو کہتا ہے وہی فیصلہ کر لو......"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، ہماری شادی ہونے والی ہے۔"

"ہاں، اس لیے کہہ رہا ہوں کہ کہیں مجھ سے شادی کے بعد تمہیں یہ ملال نہ ہو کہ تم نے میری خاطر عامر خان کی محبت کو رد کر دیا تھا۔"

"ندیم...... میں اب آپ کے سوا کسی کے بارے میں بھی کچھ سوچنا تک نہیں چاہتی ہوں۔"

"مت بھولو...... یہ عامر ہی تھا، جس کی وجہ سے تم نے میرا رشتہ لوٹا دیا تھا۔ بلکہ بے شمار پروپوزل سے انکار کر دیا تھا۔"

"ہاں، جب تک وہ میرے دل میں آباد تھا...... میں نے کسی کی جانب نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور اب ایسا نہیں ہے، آپ میری محبت ہیں اور رہیں گے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو تمہیں خود ہی عامر کو جواب دینا ہوگا۔"

"میں منع کر دوں گی کہ اب میں پچھلی صبا رہی ہی نہیں ہوں۔"

"ٹھیک ہے، پہلے تم یہ معرکہ طے کر لو...... کہ وہ آج کل میں تمہارے گھر ضرور آئے گا۔"

"میں گھر سے باہر نکلوں گی ہی نہیں، اسے کیا پتا میں کہاں رہتی ہوں۔"

"وہ کل ہمارا پیچھا کرتا رہا تھا...... اور نہ صرف تمہارا فلیٹ دیکھ کر گیا ہے بلکہ فلیٹس کے چند لوگوں سے وہ لازمی کچھ نہ کچھ معلومات کر کے بھی ضرور گیا ہوگا...... کیونکہ جب میں تمہیں اوپر چھوڑ کر نیچے آیا تھا تو وہ اس وقت کسی سے بات کر رہا تھا۔"

"آپ بے فکر رہیں...... میں انہیں بتا دوں گی...... کہ صبا اب ندیم خان کی ہے اور ہماری بہت جلد شادی ہونے والی ہے۔"

''اور اگر وہ نہ مانا تب......؟'' ندیم خان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہو رہے تھے۔
''کیوں نہیں مانیں گے وہ؟ شادی بھی کبھی دھونس اور زبردستی سے ہوئی ہے کسی کی۔''
''ہاں فلموں میں تو ہوتی ہے۔'' ندیم نے اس کے لہجے کی سنجیدگی کم کرنی چاہی۔
''یا پھر ایسی شادیاں پاگلوں کی ہوا کرتی ہوں گی......'' میرے منہ سے بے اختیار نکلا۔
''محبت میں بھی تو لوگ پاگل ہو جاتے ہیں اور وہ بھی ایسا ہی پاگل نظر آ رہا ہے۔'' اب ندیم یاد بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے۔
''تب انہیں پتا ہی نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ اور کیا کر رہے ہیں۔''
''آپ کو پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا معاملہ ہے، میں خود ہینڈل کر لوں گی۔'' تب میں قصداً ہنسی تھی مگر میری ہنسی بالکل کھوکھلی سی تھی۔

☆☆☆

سبین آپا اور ندیم سے فون پر بات ہوئے بہ مشکل ایک گھنٹا ہی گزرا تھا۔
میں نے انہیں امی کا میسج دیا تھا کہ ''آپ لوگ اتوار کو رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔''
''مگر اتوار آنے میں تو ابھی دو دن باقی ہیں۔'' ندیم نے میری بات سن کر ہی کہا تھا۔
''دو ہی دن ہیں کوئی دو سال تو نہیں ہیں ناں......''
''ہم لوگ چاہ رہے ہیں بلکہ ہماری سبین آپا کی یہ دلی خواہش ہے کہ وہ آج ہی تمہارے گھر آ جائیں......لو تم آپا سے بات کرو۔''
اور سبین آپا بھی وقت کی نزاکت پر لیکچر دے رہی تھیں۔ ان کا یہ خیال تھا نکاح اور رخصتی انتہائی سادگی سے ہو جانی چاہیے......ہاں بعد میں ویسے پر ہلا گلا ہو جائے گا۔
''اچھا آپ امی سے بات کریں۔'' میں ان کو سمجھا ہی نہیں پا رہی تھی۔
خالہ نے بھی ان کی امی سے خاصی دیر بات کی تھی......اور کافی حد تک ان کی سمجھ میں بات آ گئی تھی۔
مگر ندیم خان اپنی ہی بات پر اڑے ہوئے تھے...... پتا نہیں، انہیں ایسی کیا جلدی مچی ہوئی تھی۔
خالہ نے جب آواز لگائی......''صبو......جلدی سے عشا کی نماز پڑھ لو......پھر میں کھانا لگاتی ہوں۔'' میں ابھی ان کی بات کا جواب دے بھی نہیں پائی تھی کہ کوئی کال بیل پر ہاتھ رکھ کر بھول گیا۔ اور جب خالہ نے دروازہ کھولا تو مٹھائی اور پھلوں کے ٹوکرے اندر آنے لگے۔
''بہت جلدی ہے ندیم کو۔'' مجھے ہنسی آ رہی تھی......چار مٹھائی کے اور پانچ پھلوں کے ٹوکرے دیکھ کر میں خالہ سے بولی۔
''ارے بھئی اتنا سمجھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کیا......؟'' امی بھی یہ سب اتنا اہتمام دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔
''اتنا سب کچھ اس لیے کیا ہے کہ ان کے پہلے بیٹے کی شادی ہے، ارمان تو ہوں گے ناں۔'' خالہ نے کہا۔
''جی آپ نے بالکل درست کہا...... پہلے اور اکلوتے بیٹے کی شادی کے ارمان واقعی بہت زیادہ ہوا کرتے ہیں۔'' اب عامر اندر داخل ہو گئے تھے اور ان کے پیچھے خاموش اور قدرے پریشان سی رئیسہ آنٹی تھیں۔
''ارے آپ لوگ، یہاں......؟'' امی ان کو دیکھ کر حیران ہوئیں۔
''آپ کا کیا خیال تھا، ہم کہیں مر کھپ گئے تھے۔'' رئیسہ آنٹی کا لہجہ قدرے طنزیہ تھا۔

''اللہ نہ کرے، کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ......''

''آنٹی...... میں برسوں اپنی صبو کو اور آپ لوگوں کو ڈھونڈ تا رہا امریکا تک چلا گیا تھا، ڈھونڈنے کے لیے......اور بالآخر اللہ نے آپ لوگوں سے ملوادیا۔''

''کاش آپ لوگ سال بھر پہلے مل جاتے، تو کتنا اچھا ہوتا۔'' خالہ نے کہا۔

''اللہ نے جو وقت ملوانے کا مقرر کیا تھا......اسی پر ملنا تھا اور آج یہ مٹھائی اور پھل اسی خوشی کے ہیں اور اپنی امانت کی یاددہانی کے......اسی ہفتے میں، میں صبا سے نکاح کرلوں گا۔''

''مگر یہ کیسے ممکن ہے، صبا کی تو عنقریب شادی ہونے والی ہے۔'' امی نے عامر کی بات سن کر کہا۔

''میرے ہوتے ہوئے تو کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔''

''بیٹا یہ شادی کوئی زور زبردستی کے سودے تو نہیں ہیں۔''

''مگر میرے شوہر نے واقعی سودا ہی تو کیا تھا، تمہاری بیٹی کی قیمت سے زیادہ زیور اس کو منگنی پر دے دیا تھا۔'' رئیسہ آنٹی نے طنز سے کہا۔

''ایک منٹ رکیے آپ......'' امی نے کہا۔ وہ سرعت سے کمرے میں گئیں۔ ایک پرانی صندوقچی لے کر آئیں جس میں سونے کے زیورات بھرے ہوئے تھے۔

''یہ رہی آپ کی امانت......آپ اسے اٹھائیں اور یہاں سے چلتے بنیں......'' امی کا لہجہ رنج اور دکھ سے بھرا ہوا تھا۔

رئیسہ آنٹی آنکھیں پھاڑ کر ان زیورت کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ ''آپ لے لیں یہ زیورات...... بلکہ چیک کرلیں......ان میں سے کوئی چیز کم نہیں ہے۔''

''رکیے امی...... یہ سب زیورات اباجان نے اپنی ہونے والی بہو کو دیے تھے۔'' اس سے قبل کہ رئیسہ بیگم وہ صندوقچی اٹھا کر اپنے بیگ میں رکھتیں...... عامر نے ماں سے کہا۔

''تو پھر...... یہ لوگ تو واپس کر رہے ہیں ناں......''

''مگر مجھے واپس نہیں لینے...... یہ صبا کے تھے اور صبا کے ہیں اور صبا کے ہی رہیں گے۔''

''کیا مطلب...... میں سمجھی نہیں۔'' رئیسہ بیگم نے کہا۔

''میرا مطلب ہے، اسے میری دلہن ہی استعمال کرے گی۔''

''ارے بیٹا، یہ زیورات اس وقت ایک کروڑ کی مالیت سے کم نہیں ہوں گے اور صبا کی شادی بھی وہ تم سے کرنے کو تیار نہیں ہیں تو میں اسے تمہاری دلہن کے لیے ہی تو لے جا رہی ہوں۔''

''ماشاءاللہ اسے میری فرزانہ ہی پہنے گی۔'' انہوں نے صندوقچی اٹھا ہی لی۔

''نہیں امی، اسے آپ یہیں چھوڑ دیجیے۔'' عامر نے ماں کے ہاتھ سے صندوقچی لے کر وہیں ٹیبل پر رکھ دی۔ اور محبت بھرے لہجے میں صبا سے کہا۔

''وقت نے کیا تمہارے اور میرے درمیان اتنی اونچی دیوار کھڑی کر دی ہے کہ تم سب کچھ بھول گئی ہو؟''

''عامر، اس وقت میں ایک ناسمجھ لڑکی تھی...... پسندیدگی اور محبت کے فرق کو نہیں سمجھ سکتی تھی۔''

''مگر میں تو تم سے اس وقت بھی محبت کرتا تھا اور آج بھی ویسی ہی......''

''شاید میں آپ جیسی محبت نہیں کر پائی تھی۔''

''اب کر لینا، میں تمہیں کسی صورت نہیں کھونا چاہتا۔''

''نہیں عامر...... اب ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ اب میں ندیم کے بغیر نہیں رہ سکتی۔''

''لگتا ہے تم ندیم سے ڈر رہی ہو...... یہ معاملہ تم مجھ پر چھوڑ دو میں اسے خوب اچھی طرح سمجھا سکتا ہوں۔'' وہ قدرے غصیلے لہجے میں بولا۔

''آپ لوگ ہماری بات سمجھ کیوں نہیں رہے ہیں...... اپنی صندوقچی کے ساتھ اپنا یہ سارا تام جھام اٹھائیں اور چلتے بنیں...... ہماری بچی کی شادی ہونے والی ہے اور آپ یہ ڈراما رچانے کے لیے آگئے......'' خالہ نے قدرے غصے سے کہا۔

''خالہ...... کیا آپ پرانی باتیں بھول گئی ہیں کہ میں کس، کس طرح صبو کا خیال رکھا کرتا تھا۔''

''سب یاد ہے بیٹا......''

''آپ لوگ تو چاہتے ہوئے بھی میرا وہ خیال نہیں رکھ سکتے تھے جو میں اور میرے ابو آپ سب کا رکھا کرتے تھے۔ اور آج مجھے لگ رہا ہے آپ سب بھول بیٹھے ہیں۔''

''ہاں بیٹا، یہ احسان فراموش لوگ ہیں، ایسے لوگوں سے ہمیں کوئی ناتا رکھنا ہی نہیں چاہیے۔'' رئیسہ بیگم نے بیٹے کی بات سن کر سرشاری سے کہا۔

''ہم احسان جتانے والے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔'' امی نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔

''تم لوگوں کے پاس اس وقت تھا کیا...... جو کسی کو کچھ دیتے۔'' اب رئیسہ بیگم نے پھر طنز کیا۔

''شاید آپ بھول گئیں، جب عامر کے والد کے دونوں گردے خراب ہو گئے تھے اور انہیں کہیں سے بھی ان کا میچنگ گردہ دستیاب نہیں ہو رہا تھا تو اس وقت وہ صبا کے پاپا ہی تھے جنھوں نے اپنے دوست کو اپنا گردہ دیا تھا۔ اور کبھی پلٹ کر بھی یاد نہیں کرایا تھا اور آج آپ ہمیں احسان فراموش کہہ رہی ہیں۔'' امی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

''پلیز آپ جائیں یہاں سے......'' خالہ نے انہیں قدرے کھسیایا ہوا دیکھا تو کہا۔

''آپ دو محبت کرنے والوں پر ظلم نہ کریں...... اگر میں صبو کے بغیر نہیں رہ سکتا تو مجھے پورا یقین ہے، کہ وہ بھی میرے خلاف کبھی نہیں جائے گی۔''

''یہ آپ کی بھول ہے عامر کہ میں آپ کے حق میں کوئی فیصلہ دوں گی۔ گو کہ یہ سچ ہے کہ برسا برس میں نے آپ کا انتظار فضول کیا تھا۔ مگر بہت سی باتوں کی آگاہی شاید کچھ لوگوں کو بہت دیر سے ہوا کرتی ہے۔ جیسے مجھے کہ ندیم خان میرے لیے واقعی ایک آئیڈیل شخص ہیں اور میں ان کے ساتھ ہی اپنی زندگی گزارنا چاہوں گی۔''

''اور اگر ندیم خان کو کچھ ہو جائے تو......؟'' وہ ہنسا اور رک کر مجھے دیکھا۔

''کیا مطلب......؟''

''مطلب صاف ہے، اگر ندیم خان کسی حادثے کا شکار ہو جاتے ہیں تو...... تم کیا کرو گی؟'' وہ آنکھوں میں سفاکیت لیے پوچھ رہا تھا۔

اور میرے ساتھ امی اور خالہ اسے یوں آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھیں جیسے اس سے بڑا کوئی دہشت گرد ہم نے کبھی دیکھا ہی نہ ہو۔

(جاری ہے)